Open Access
Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Abrahamic Religions: A Comparative and Analytical Study of History, Beliefs, Religious Practices, and Sacred Scriptures

ابراہیمی مذاہب: تاریخ، عقائد، مذہبی شعائر اور مقدس کتب کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ

Authors Details

1. **Ahsan Younus** (Corresponding Author)
   PhD Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
   Email: **ahsany136@gmail.com**
2. **Dr. Saeed Ahmad**
   Chairman, Department of Islamic Knowledge, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.

Citation

Younus, Ahsan and Dr. Saeed Ahmad."Abrahamic Religions: A Comparative and Analytical Study of History, Beliefs, Religious Practices, and Sacred Scriptures. "*Al-Marjān Research Journal* 3,no.3, Jul-Sep (2025): 209–229.

Submission Timeline

Received: May 13, 2025
Revised: Jun 22, 2025
Accepted: Jul 03, 2025
Published Online: Jul 16, 2025

Publication, Copyright & Licensing

Article QR

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

© 2023 Al-Marjān Research Center.
This is an open access article distributed under the terms of the **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

Abrahamic Religions: A Comparative and Analytical Study of History, Beliefs, Religious Practices, and Sacred Scriptures

ابراہیمی مذاہب: تاریخ، عقائد، مذہبی شعائر اور مقدس کتب کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ

☆ احسن یونس　　　　☆ ڈاکٹر سعید احمد

Abstract

The Abrahamic religions—Judaism, Christianity, and Islam—trace their origins to Prophet Abraham (peace be upon him), forming a shared spiritual heritage that emphasizes monotheism, divine revelation, and moral ethics. Judaism, the oldest, emerged from the covenant with God through Abraham's son Isaac and grandson Jacob (Israel), focusing on the Torah, the Ten Commandments, and the Promised Land. Its followers, the Jews, endured slavery in Egypt, led to freedom by Moses, and established kingdoms under David and Solomon, but faced dispersions and persecutions, shaping a resilient identity centered on law and tradition. Christianity, deriving from Judaism, revolves around Jesus Christ as the Messiah, fulfilling prophecies, with the New Testament detailing his life, crucifixion, and resurrection. It spread rapidly through apostles like Paul, emphasizing love, salvation, and the Trinity, evolving into various denominations amid Roman persecution and later dominance. Islam, the youngest, was revealed to Prophet Muhammad (peace be upon him) in Arabia, reaffirming Abrahamic monotheism through the Quran, which clarifies that Abraham was neither Jew nor Christian but a true Muslim (submitter to God). Muslims view themselves as the true inheritors of Abraham's legacy, with the Prophet's life exemplifying ethical governance, tolerance, and unity. Despite theological differences—such as Judaism's focus on law, Christianity's on grace, and Islam's on submission—these faiths share ethical principles like justice and charity. However, historical conflicts, including crusades and modern geopolitical tensions, highlight divergences. This analytical introduction explores their interconnected roots, scriptural overlaps, and contemporary relevance, promoting interfaith dialogue for global harmony.

Keywords: Abrahamic Religions, Judaism, Christianity, Islam, Monotheism, Interfaith Dialogue.

تعارف موضوع

ابراہیمی مذاہب—یہودیت، عیسائیت اور اسلام—حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحیدی تعلیمات سے جڑے آسمانی ادیان ہیں جو ایک مشترکہ روحانی ورثے کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہودیت سب سے قدیم ہے، جو حضرت ابراہیم کے بیٹے اسحاق اور پوتے یعقوب (اسرائیل) سے نکلتی ہے، تورات، دس احکام اور وعدہ شدہ زمین پر مرکوز۔ یہودیوں نے مصر میں غلامی کا سامنا کیا، موسیٰ کی قیادت میں آزادی حاصل کی، اور داؤد اور سلیمان کے ادوار میں سلطنتیں قائم کیں، لیکن جلاوطنی اور ظلم نے ان کی شناخت کو مضبوط کیا۔ عیسائیت یہودیت سے نکلی، حضرت عیسیٰ کو مسیحا مانتی ہے جو پیشین گوئیوں کو پورا کرتے ہیں، نئی عہد نامہ میں ان کی زندگی، صلیب اور قیامت بیان ہوئی۔ پولوس جیسے حواریوں نے اسے پھیلایا، محبت، نجات اور تثلیث پر زور دیا، جو رومی ظلم کے باوجود مختلف فرقوں میں تبدیل ہوا۔ اسلام، سب سے جوان، حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا،

☆ پی ایچ ڈی اسکالر، ادارہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف پنجاب، لاہور، پاکستان۔

☆ چیئرمین، شعبہ علوم اسلامی، ادارہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف پنجاب، لاہور، پاکستان۔

قرآن کے ذریعے ابراہیمی توحید کی تصدیق کرتا ہے، جو واضح کرتا ہے کہ ابراہیم نہ یہودی تھے نہ عیسائی بلکہ حقیقی مسلمان۔ مسلمان خود کو ابراہیم کی حقیقی وراثت کے وارث سمجھتے ہیں، نبی کی زندگی اخلاقی حکمرانی اور برداشت کی مثال۔ ان ادیان میں اخلاقی اصول مشترک ہیں جیسے انصاف اور صدقہ، مگر تاریخی تنازعات جیسے صلیبی جنگیں اور جدید جغرافیائی مسائل فرق کو نمایاں کرتے ہیں۔ یہ تجزیہ ان کی جڑیں، مشترکات اور معاصر اہمیت کا جائزہ لیتا ہے، بین المذاہب مکالمے کی ترغیب دیتا ہے۔

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو جزیرۃ العرب میں جن مذاہب سے واسطہ رہا، وہ سب ابراہیمی کہلاتے تھے۔ مشرکینِ مکہ اور مشرکینِ عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے وہ بھی ابراہیمی کہلاتے تھے۔یہودی بھی خود کو ابراہیمی کہتے تھے۔ عیسائی بھی ابراہیمی ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اور مسلمان تو ابراہیمی ہی تھے۔اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں دو مقامات پر انتہائی واضح الفاظ میں ابراہیمی نسبت کو بیان فرمایا: ایک جگہ فرمایا

"ماكان ابراہیم یہودیاً ولا نصر انیاً ولکن کان حنیفاً مسلماً وما کان من المشرکین ۔ [1]

ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ عیسائی تھے نہ مشرکین میں سے تھے وہ تو موحد مسلمان تھے۔

دوسرے مقام پر ابراہیمی کون ہیں؟ اس کی تصریح یوں فرمائی " ان اولی الناس بابراہیم للذین اتبعوہ وہذا النبی والذین اٰمنوا۔[2] لوگوں میں ابراہیمی وہ ہیں جو ابراہیم علیہ السلام کے پیروکار تھے، یہ پیغمبر حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور ان کی امت۔ قرآن کریم نے بڑی صراحت کے ساتھ بتایا کہ ابراہیمی وہ نہیں ہیں۔بلکہ ابراہیمی یہ ہیں۔

یہ اسلامی نکتہ نظر کے لحاظ ہے۔ لیکن اگر نسلی لحاظ سے دیکھا جائے تو یہودیت اور عیسائیت کو بھی ابراہیمی مذاہب میں شمار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہودی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق اور آپ کے پوتے حضرت یعقوب علیہما السلام کی اولاد میں سے ہیں ۔ آپ کا لقب اسرائیل تھا اس لیے یہودی خود کو بنی اسرائیل کہتے ہیں ۔ عیسائی بھی چونکہ بنی اسرائیل میں سے ہیں اس لیے انہیں بھی ابراہیمی مذاہب میں شمار کیا جاتا ہے ۔ اب مختصر مگر جامع انداز میں ابراہیمی مذاہب کا تعارف بیان کیا جاتا ہے۔

ابراہیمی مذاہب کی توضیح

ابراہیمی مذاہب سے مراد وہ آسمانی ادیان ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحیدی تعلیمات سے وابستہ ہیں۔ان میں یہودیت، نصرانیت اور اسلام سر فہرست ہیں۔علامہ راغب اصفہانی نے ابراہیمی مذاہب کا تعارف ان الفاظ میں کیا ہے:

الإِبْرَاهِيمِيّونَ همُ الذينَ يَنْتَسِبُونَ إلى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ فِي التَّوْحِيدِ والخُلَّةِ للهِ، وَهِيَ مِلَّةٌ قَائِمَةٌ عَلَى الإِخْلَاصِ للهِ وَتَرْكِ الشِّرْكِ. [3]

ابراہیمی وہ لوگ ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین سے نسبت رکھتے ہیں، جو توحید اور اللہ سے دوستی پر مبنی ہے۔ یہ دین خالص اللہ کے لیے اخلاص اور ہر قسم کے شرک سے اجتناب پر قائم ہے۔ ابو زہرہ نے ابراہیمی ادیان کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

الديانات الإبراهيمية هي التي تنتسب إلى إبراهيم عليه السلام في أصل دعوتها، وتدعو إلى عبادة إله واحد، وتؤمن برسله، وتؤمن بالحساب والجزاء، وهي اليهودية والنصرانية والإسلام. [4]

[1] Al-Qur'ān, Āl 'Imrān, 3:67.
[2] Al-Qur'ān, Āl 'Imrān, 3:68.
[3] Al-Rāghib al-Aṣfahānī, *Al-Mufradāt fī Gharīb al-Qur'ān* (Damascus: Dār al-Qalam, 1430 AH/2009 CE), 1:76.

ابراہیمی مذاہب وہ ہیں جو دعوتِ ابراہیم علیہ السلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ مذاہب ایک خدا کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں، اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، اور حساب و جزا پر یقین رکھتے ہیں۔ ان میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام شامل ہیں۔ ایف. ای. پیٹرز ابراہیمی مذاہب کی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"Judaism, Christianity, and Islam all regard themselves as descendants of the faith of Abraham, and this common spiritual ancestry creates a powerful link among them."[5]

یہودیت، عیسائیت اور اسلام حضرت ابراہیمؑ کی توحیدی روایت کو اپنی بنیاد تصور کرتے ہیں، اور یہی مشترکہ نسبت ان کے درمیان ایک گہرا دینی و فکری رشتہ قائم کرتی ہے۔

ابراہیمی ادیان کی اصطلاح دراصل یہودیت، مسیحیت اور اسلام کو ایک فکری و تاریخی رشتہ میں منسلک کرنے کی غرض سے استعمال کی جاتی ہے۔ اس تعبیر کا مقصد یہ اجاگر کرنا ہے کہ یہ تینوں مذاہب اپنے عقائد، عبادات اور تعلیمات میں حضرت ابراہیم کی نسبت اور ان کے طرزِ حیات کی جھلک رکھتے ہیں۔ اگرچہ یہودیت، عیسائیت اور اسلام الگ الگ مکمل اور خود مختار مذاہب کے طور پر تاریخ میں وجود رکھتے ہیں۔ تاہم ان کے مابین چند اہم مشترکات بھی موجود ہیں: جیسے وحی پر ایمان، خاص و مقدس سرزمین کی حرمت، انبیاء کرام کی بعثت کا عقیدہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فکری و نسلی تعلق کا دعویٰ۔ انہی اشتراکات کی بناء پر ان تینوں کو ایک مشترکہ زمرہ یعنی ابراہیمی مذاہب، ابراہیمی ادیان یا ادیانِ ثلاثہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

دو مذہب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل سے چلے اور ایک مذہب کا تعلق حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے ہے۔ بالترتیب وہ تین مذاہب یہ ہیں۔

* یہودی
* عیسائیت
* اسلام

مبحث اوّل: یہودیت — تعریف، تاریخی پس منظر، مذہبی شعائر اور مقدس کتب

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو صاحبزادے تھے حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق۔ حضرت اسحاق کے دو بیٹے تھے جن میں ایک کا نام عیسو اور دوسرے کا نام یعقوب تھا۔ حضرت یعقوب کو اسرائیل کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اسرائیل ایک عبرانی لفظ ہے اور اس کے معنی ہیں خدا کا بندہ۔ حضرت یعقوب کے بڑے بیٹے کا نام یہودہ تھا جو سرزمین فلسطین میں سکونت پذیر ہوا اسی کی نسل کو بعد ازاں یہودی کہا جانے لگا۔

یہودی مذہب کی بنیاد دو اہم عقائد پر ہے پہلا عقیدہ توحید خالص کا ہے۔ دوسرا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو خدا نے اپنی منتخب قوم قرار دیا ہے اور وہی خدا کی خصوصی عنایات اور رحمتوں کے مستحق ہیں۔ اس نظریے کی بناء پر یہودی دعوت و تبلیغ کا دائرہ کار صرف بنی اسرائیل تک محدود رہا اور دیگر اقوام کی طرف عمومی طور پر توجہ نہیں دی گئی۔ یہودیوں کے نزدیک قیادت اور رہنمائی کا حق صرف انہی کو حاصل ہے۔

[4] Abū Zahra, Muḥammad, *Muqāranat al-Adyān: Al-Yahūdiyya* (Cairo: Dār al-Fikr al-'Arabī, 1400 AH/1980 CE), 15.

[5] Peters, F. E. *The Children of Abraham: Judaism, Christianity, Islam*. Princeton: Princeton University Press, 2004, 5.

1. یہودی کی تعریف

شیخ احمد دیدات نے یہودیت کی تعریف یوں کی ہے:

یہ دین اس تصور پر قائم ہے کہ بنی اسرائیل کو دیگر اقوام پر دو وجوہات کی بناء پر خاص فضیلت حاصل ہے۔

* خدا کی وحدانیت
* بنی اسرائیل کی عزت و عظمت۔[6]

رابرٹ ون ڈی ویئر نے یہودی کی تعریف کے تحت لکھا:

> یہودی مذہبی روایت کے مطابق صرف وہی شخص حقیقی یہودی تصور کیا جاتا ہے جو ایک یہودی ماں سے پیدا ہوا ہو۔ اسی بنیاد پر وہ حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام جیسے جلیل القدر انبیاء کی روحانی اور نسلی میراث کا دعویٰ کرتے ہیں ، جنہیں یہودیت کے بانیان اور اولیاء سمجھا جاتا ہے۔[7]

یہودی مذہب کو ان کی تاریخ کے بغیر سمجھنا مشکل ہے۔ یہ حقیقت قارئین کے لیے تب واضح ہوتی ہے جب ان کے سامنے یہودی تاریخ اور یہودی مذہب دونوں کا مفصل اور جامع بیان آتا ہے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر اولاً یہود کی قومی تاریخ مختصراً لیکن جامع انداز میں بیان کی جارہی ہے۔

2. مصر میں غلامی کا دور اور فرعونیوں سے نجات

> یری بعض المؤرخین ان یعقوب علیه السلام هاجر باهله من فلسطین الی مصر علی عصرفلسطین من مجاعة وما اصاب مراعیها من جدب وقحط وجفاف ، فتعرفوا علی اخیهم یوسف علیه السلام الذي كان في ذلك الوقت امینا علی خزائن مصر فاكرمهم . ولما جاء رمسیس الثاني جاهرالمصریین بعداوتهم لبني اسرائیل واخذوا ینزلون بهم اشد الضربات و العقوبات ۔[8]

> بنی اسرائیل کی ابتدائی اجتماعی تاریخ میں ایک بڑا تغیر اس وقت آیا جب شدید قحط کے باعث حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کے ساتھ مصر منتقل ہوئے۔ اس وقت ان کے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے خزانوں کے امین تھے۔ آپ نے انہیں عزت و احترام سے نوازا۔ جب رمسیس ثانی عہدہ پر براجمان ہوا تو اس نے بنی اسرائیل کے ساتھ پرانی عداوت کی وجہ سے سختی کا معاملہ کیا اور انہیں سخت سزاؤں میں مبتلا رکھا۔ یہ غلامانہ دور تقریباً چار صدیوں پر محیط تھا، جو بنی اسرائیل کی قومی شناخت، صبر، اور مزاحمت کی ایک طویل آزمائش کا زمانہ بن گیا۔

اس تاریخی حقیقت کا ذکر قرآن مجید میں کئی مقامات پر موجود ہے۔ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

> وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ أَنجَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ۔[9]

---

[6] "Judaism." *Encyclopaedia Britannica*, 13:105.

[7] Van der Weer, Robert. *Yahūdiyyat: Tārīkh, 'Aqā'id, Falsafa*. Lahore: Book Home Urdu Bazaar, 1427 AH/2006 CE, 11.

[8] Abū Zahra, Muḥammad. *Muqāranat al-Adyān*, 47.

[9] Al-Qur'ān, al-Ibrāhīm, 14:6.

اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اللہ کی اُس نعمت کو یاد کرو جو اُس نے تم پر کی، جب اُس نے تمہیں فرعون والوں سے نجات دی، جو تمہیں سخت عذاب دیتے تھے؛ تمہارے بیٹوں کو قتل کرتے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔ اور بے شک، اس میں تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی آزمائش ہے۔

یہودی تاریخ میں بنی اسرائیل کے مصر سے انخلاء اور بعد ازاں ارضِ مقدس (فلسطین) میں ان کے داخلے کا مرحلہ انتہائی اہم اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن مجید میں اس واقعے کو کئی مقامات پر ذکر کیا گیا ہے۔ جس سے اس کی دینی و تاریخی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور انہیں فرعون کے ظلم و استبداد کے خلاف بنی اسرائیل کی رہنمائی کے لیے منتخب کیا تاکہ وہ اس مظلوم قوم کو غلامی، ذلت اور مسلسل جبر سے نجات دلا سکیں۔ اللہ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو مصر سے نکالا، اور جب فرعون کا لشکر ان کے پیچھے آیا تو ایک عظیم معجزہ رونما ہوا، جسے قرآن مجید ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ، فَانفَلَقَ ۔ [10]

تو ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مار تو فوری دریا پھٹ گیا۔

فرعون اور اس کا لشکر غرقاب ہو گیا اور بنی اسرائیل کو نجات ملی۔ اس کے بعد وہ صحرائے سینا کی طرف روانہ ہوئے جہاں انہیں متعدد آزمائشوں سے گزرنا پڑا۔ اسی مقام پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی۔ جیسا کہ فرمایا:

وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۔ [11]

اور ہم نے اس کے لیے تختیوں میں لکھ دی ہر چیز کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل۔

بعد ازاں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو ارضِ مقدس میں داخل ہونے کا حکم دیا تو بنی اسرائیل نے کمزوری اور بزدلی کا مظاہرہ کیا۔ جس پر چالیس سالہ صحرا میں بھٹکنے کی سزا ان پر مسلط کر دی گئی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً، يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ ۔ [12]

پس چالیس سال تک وہ زمین ان پر حرام ہے یہ زمین میں بھٹکتے پھریں گے۔

اس طویل بھٹکنے کے بعد حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی قیادت میں بنی اسرائیل نے ارضِ مقدس میں قدم رکھا جو ان کے دینی و تہذیبی سفر کا ایک نیا مرحلہ ثابت ہوا۔

3. دورِ سلاطین: قرآن و سنت کی روشنی میں ایک عبوری دینی و سیاسی مرحلہ

بنی اسرائیل کی تاریخ میں "دورِ سلاطین" ایک ایسا مرحلہ ہے جو ان کے قبائلی نظام سے ایک مرکزی ریاستی نظام کی طرف منتقلی کا نقطۂ آغاز ثابت ہوا۔ یہ دور تقریباً 120 سال پر محیط رہا اور اس میں حضرت طالوت، حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام جیسی عظیم المرتبت شخصیات بنی اسرائیل کے مابین موجود رہیں۔ قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ میں ان شخصیات کا تذکرہ صرف تاریخی حوالہ نہیں بلکہ دینی، اخلاقی اور قیادتی صفات کے بیان کے طور پر آیا ہے۔ حضرت طالوت علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کا پہلا بادشاہ مقرر فرمایا۔ قوم کی طرف سے اعتراض کے باوجود اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمادیا:

إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا" [13]

---

[10] Al-Shuʻarā’, 2:63.
[11] Al -A‘rāf, 7:145.
[12] Al -Mā’ida, 5:26.
[13] Al -Baqara, 2:247.

"بے شک اللہ نے طالوت کو تم پر بادشاہ مقرر کر دیا ہے"

حضرت طالوت کی قیادت میں بنی اسرائیل نے جالوت جیسے طاقتور دشمن کے خلاف جنگ لڑی اور اسی معرکے میں حضرت داوٗد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کر کے نمایاں مقام حاصل کیا۔ قرآن اس واقعے کو یوں بیان کرتا ہے:

وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ وَ آتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ" [14]

"اور داوٗد نے جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ نے اُسے بادشاہی اور حکمت عطا فرمائی"

بعد ازاں حضرت داوٗد علیہ السلام کو نبوت اور بادشاہت دونوں عطا ہوئیں اور انہوں نے بنی اسرائیل کو ایک مضبوط دینی و سیاسی ریاست میں منظم کیا۔ یہ دور نہ صرف سیاسی استحکام کا حامل تھا بلکہ انبیاء کی قیادت میں دینی تربیت، عدل و انصاف، اور الہامی علم کی ترویج کا بھی مرکز بن گیا جس نے بعد کے ادوار پر گہرا اثر چھوڑا۔

4. دورِ آزادی: یہود کی مختصر خود مختاری اور قرآنی تجزیہ

اہل یہود کو تاریخ میں ایک محدود مدت کے لیے سیاسی آزادی حاصل ہوئی جو 167 قبل مسیح سے 63 قبل مسیح تک محیط تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب انہوں نے رومی یا دیگر عالمی طاقتوں کے زیر اثر آئے بغیر جزوی خود مختار حکومت قائم کی۔ تاہم اس کے بعد طویل عرصے تک یعنی 1948ء میں اسرائیلی ریاست کے قیام تک انہیں کبھی بھی مکمل سیاسی خود مختاری نصیب نہ ہو سکی۔ یہ صورتحال بعینہٖ قرآن مجید کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے جس میں یہود کی حالتِ زوال اور محدود بقا کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

" ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ" [15]

"ان پر ذلت مسلط کر دی گئی جہاں کہیں بھی وہ پائے جائیں، سوائے اس کے کہ اللہ کی طرف سے کوئی رسی ہو (جسے وہ تھام لیں) یا لوگوں کی طرف سے کوئی سہارا ہو۔"

اس آیت کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہود کی تاریخی بقا اور موجودگی دو ہی صورتوں میں ممکن رہی ہے: یا تو اللہ کی عمومی رحمت کے سائے میں۔ جیسا کہ دنیا کے دیگر مظلوم و محکوم اقوام کے ساتھ ہوتا ہے۔ یا پھر کسی بڑی عالمی طاقت (جیسے قدیم روم، جدید مغربی دنیا) کی سرپرستی میں، جو انہیں وقتی تحفظ اور سیاسی جگہ فراہم کرے۔ جدید اسرائیلی ریاست کا قیام بھی اسی "حبل من الناس" کے تحت آتا ہے۔ جسے موجودہ عالمی سیاسی نظام نے وجود بخشا ہے۔

5. اہل یہود کے تہوار

یہودی مذہب میں کئی اہم مذہبی اور ثقافتی تہوار منائے جاتے ہیں جو ان کے ہاں نہ صرف عبادات اور شکر گزاری کا ذریعہ ہوتے ہیں بلکہ یہودی تاریخ اور عقیدے کی عکاسی بھی کرتے ہیں۔ ان تہواروں کا تعلق تورات اور ان کی تاریخی روایات سے ہوتا ہے۔

[14] Al- Baqara, 2:251.
[15] Āl ʻImrān, 3:112.

ذیل میں چند اہم یہودی تہواروں کی فہرست اور مختصر تعارف دیا جا رہا ہے:

i. **یوم السبت:** عربی زبان میں ہفتے کے دن کو "السبت" کہا جاتا ہے۔ یہ دن یہودی تقویم میں نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اگرچہ سال بھر میں یہ دن متعدد بار آتا ہے لیکن ہر مرتبہ اس کی مذہبی اہمیت اور روحانی تیاری میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ درحقیقت یہ دن یہودی مذہبی زندگی کا مرکزی محور بن چکا ہے۔ یہاں تک کہ ان کے تمام تہواروں میں اس دن کو سب سے زیادہ تقدس اور فضیلت حاصل ہے۔ اس پس منظر میں یوم السبت کو یہودی مذہبی روایت میں سب سے مقدس دن قرار دینا بے جا نہ ہوگا۔[16]

ii. **یوم کپور:** "یوم کپور" اس کا مفہوم ہے "کفارہ کا دن" یا "روحانی آزادی کا دن"۔ یہ دن یہودی مذہب میں خاص اہمیت کا حامل ہے، جس میں افراد اپنے گناہوں کا خدا کے حضور اعتراف کرتے ہیں اور آئندہ زندگی میں ان گناہوں سے اجتناب کا پختہ عہد کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ دن یہودی مذہبی کیلنڈر کے نمایاں اور مقدس ترین دنوں میں شمار کیا جاتا ہے۔[17]

iii. **عیدِ خیام:** یہودی مذہبی تقویم میں "عیدِ خیام" ایک ایسا تہوار ہے جو نہ صرف مذہبی جذبات بلکہ تاریخی شعور کا بھی مظہر ہے۔ اس تہوار کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ دیگر یہودی عبادات کے برعکس اس دن خوشی منانا ایک دینی حکم کے طور پر لازم ہے۔ اس کی تاریخی بنیاد اس واقعے پر ہے جب بنی اسرائیل کو چالیس سالہ صحرائی زندگی کے بعد آزادی نصیب ہوئی اور وہ ایک منظم ریاست کی صورت میں بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ اسی تناظر میں اس دن کو فتح، نجات اور آزادی کے شکرانے کے طور پر منایا جاتا ہے۔[18]

iv. **روشنیوں کا تہوار۔ حنوکہ:** عبرانی زبان میں حنوکہ کے معنیٰ نسبت کے ہیں۔ یہ تہوار دراصل اس دن کی یاد میں منایا جاتا ہے جس دن اہل یہود نے یروشلم اور مقدس ہیکل کا قبضہ دوبارہ حاصل کر لیا تھا۔[19]

6. یہودیوں کی مقدس کتب

* تورات۔
* مشناہ۔
* تالمود۔[20]

احکام عشرۃ

یہ بات نہایت اہم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو الہامی شریعت عطا ہوئی اس کی بنیاد بھی انہی اصولی احکام پر تھی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت میں بنیادی حیثیت رکھتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کو سب سے پہلے جو احکام تحریری شکل میں دیے گئے وہ "الواح" پر نقش تھے اور شریعت موسوی کے اولین اور مرکزی احکام سمجھے جاتے تھے۔ یہ احکام بعد میں "احکام عشرہ" کے نام سے مشہور ہوئے۔ وہ احکام عشرہ یہ ہیں۔

أَنَا الرَّبُّ إِلٰهُكَ، لاَ يَكُونُ لَكَ آلِهَةٌ أُخْرَى أَمَامِي. لاَ تَصْنَعْ لَكَ تِمْثَالاً مَنْحُوتًا وَلاَ صُورَةً مِمَّا فِي السَّمَاوَاتِ مِنْ فَوْقُ، وَمِمَّا فِي الأَرْضِ مِنْ تَحْتُ. لاَ تَنْطِقْ بِاسْمِ الرَّبِّ إِلٰهِكَ بَاطِلاً. اذْكُرْ يَوْمَ السَّبْتِ

[16] Abū Zahra, Muḥammad. *Muqāranat al-Adyān*, 212.
[17] Abū Zahra, Muḥammad. *Muqāranat al-Adyān*, 216.
[18] Abū Zahra, Muḥammad. *Muqāranat al-Adyān*, 217.
[19] Abū Zahra, Muḥammad. *Muqāranat al-Adyān*, 220.
[20] Abū Zahra, Muḥammad. *Muqāranat al-Adyān*, 106.

لِتُقَدِّسَهُ. أَكْرِمْ أَبَاكَ وَأُمَّكَ. لاَ تَقْتُلْ. لاَ تَزْنِ. لاَ تَسْرِقْ. لاَ تَشْهَدْ عَلَى قَرِيبِكَ شَهَادَةَ زُورٍ. لاَ تَشْتَهِ بَيْتَ قَرِيبِكَ... وَلاَ امْرَأَتَهُ، وَلاَ عَبْدَهُ، وَلاَ أَمَتَهُ، وَلاَ ثَوْرَهُ، وَلاَ حِمَارَهُ، وَلاَ شَيْئًا مِمَّا لِقَرِيبِكَ. [21]

خدا کو ہی اپنا معبود مان، کسی بُت یا تصویر کی پوجا نہ کر، خدا کے نام کو بے مقصد نہ لے، ہفتے کے دن کو عبادت کے لیے مخصوص رکھ، والدین کی عزت کر، قتل، زنا اور چوری نہ کر، جھوٹی گواہی نہ دے، اور دوسروں کی چیزوں یا رشتوں کا لالچ نہ کر۔

اہل یہود کے حوالہ سے تمام اہم باتیں مختصر مگر تحقیقی انداز میں پیش کر دی ہیں تا کہ جب اصل کام شروع ہو تو اہل یہود و اہل نصاریٰ کے حوالہ سے اہم باتیں ذہن نشین رہیں۔ اب ابراہیمی ادیان میں سے دوسرا اہم دین یعنی دین نصرانیت کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

مبحث دوم: عیسائیت۔۔۔تعریف، عقائد، مذہبی شعائر اور مقدس کتب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو سلسلۂ انبیاءِ بنی اسرائیل کے اختتامی نبی ہیں۔ بعثتِ محمدی ﷺ سے تقریباً پانچ یا چھ صدیوں قبل دنیا میں مبعوث ہوئے۔ قرآن وسنت کی روسے آپؑ کو بغیر باپ کے پیدا کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل سے آپ کو آسمان پر زندہ اٹھالیا۔ ان حقائق کو آپ کی شخصیت کے امتیازی اعزازات کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر "انجیل" نازل فرمائی۔ جو کہ اس وقت کی شریعت کے لیے ہدایت و روشنی کا سرچشمہ تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی دعوت فلسطین میں پیش کی۔ جن لوگوں نے آپ کی نبوت کو تسلیم کیا وہ بعد ازاں "مسیحی" کہلائے۔ جبکہ انکار کرنے والے اپنی سابقہ یہودی شناخت پر قائم رہے۔

یہی تقسیم بعد ازاں "یہودیت" اور "عیسائیت" کے بطور دو الگ ادیان کی بنیاد بنی۔ اس وقت فلسطین خصوصاً یروشلم یہودیوں کا مذہبی اور تمدنی مرکز تھا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کی تعداد وقت کے ساتھ بڑھتی گئی یہاں تک کہ رومی سلطنت نے عیسائیت کو قبول کر لیا۔ اس طرح روم مسیحیت کا نیا مرکز بن گیا۔ جبکہ یروشلم کی اہمیت یہودیوں کے لیے بدستور برقرار رہی۔ نبوتِ عیسیٰ علیہ السلام کا دور کئی صدیوں پر محیط رہا۔ تاہم نبی اکرم ﷺ کی آمد کے بعد دینِ اسلام آخری اور کامل دین کے طور پر دنیا کے سامنے آیا۔ اس کے بعد سابقہ شریعتیں منسوخ ہو گئی۔ لیکن عیسائی اسے تسلیم نہیں کرتے۔ اب ہم عیسائیت کے حوالہ سے چند اہم چیزیں ذکر کریں گے تا کہ اصل موضوع پر تحقیق کے وقت ان کی بنیادی تعلیمات اور مذہبی کتب پیش نظر رہیں۔

1. عیسائیت کی تعریف

مختلف عیسائی مصادر میں عیسائیت کی وضاحت متنوع انداز میں کی گئی ہے۔ ان میں سے ایک جامع اور مؤثر تعریف American People's Encyclopaedia میں بیان کی گئی ہے۔ جو عیسائیت کے پیروکاروں کے اپنے نقطۂ نظر کی ترجمانی کرتی ہے:

Christianity: The religion founded by Jesus of Nazareth in the first century A.D. and centring in His life, mission and message.[22]

عیسائیت ایک الہامی مذہب ہے جو پہلی صدی عیسوی میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی دعوت سے وجود میں آیا۔ اس دین کی بنیاد اُن کی ذاتی زندگی، اُن کے مشن، اور اُن کے پیغام پر رکھی گئی ہے۔

---

[21] *The Torah*, Exodus 20:1–17; Deuteronomy 5:4–21.
[22] "Judaism." *The American People's Encyclopaedia*. Chicago: Spencer Press, 1960, 5:435.

مقارنۃ الادیان میں عیسائیت کی تعریف یوں کی گئی ہے:

تطلق النصرانية على الدين الذي أتى به عيسى بن مريم عليه السلام إلى بني إسرائيل منذ ما يزيد عن ألفي عام، ثم تحول على يد بولس (اليهودي) إلى دين عالمي يعد الآن من أكبر الديانات في العالم.[23]

نصرانیت اس دین کا نام ہے جو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے تقریباً دو ہزار سال قبل بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے پیش کیا۔ بعد ازاں ایک یہودی شخص پولُس کے ذریعے اس دین کو ایک عالمی مذہب کی شکل دی گئی، اور آج یہ دنیا کے بڑے ادیان میں شمار ہوتا ہے۔

2. عیسائیت میں خدا کا تصور

عیسائی مذہب میں خدا کے حوالہ سے مختلف تصورات موجود ہیں، ذیل میں وہ اختصار کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔

i. **نظریۂ تثلیث:** عقیدۂ تثلیث کے مطابق اللہ تعالیٰ کو واحد اور خالقِ کائنات ماننے کے ساتھ ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور روح القدس کو بھی اس الوہیت میں شریک تصور کیا جاتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق تین اقانیم یعنی باپ، بیٹا، اور روح القدس کو ایک ہی ذات کے تین مظاہر کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔[24]

ii. **نظریۂ تجسّد:** اس عقیدے کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کو اللہ تعالیٰ کے مجسم ظہور کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ یعنی خدائی ذات نے انسانی قالب میں ظاہر ہو کر دنیاوی زندگی گزاری۔ یہ نظریہ اس تصور پر مبنی ہے کہ خدا نے بنی نوع انسان کی رہنمائی اور نجات کے لیے خود انسانی شکل اختیار کی۔[25]

iii. **نظریۂ ابنیت:** عقیدہ ابنیت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ صرف خدا کا مظہر اور نمائندہ سمجھا جاتا ہے، بلکہ انہیں خدا کا بیٹا بھی مانا جاتا ہے۔ اس تصور کو بعض ابتدائی کلیسائی کونسلوں جیسے نیقیہ کونسل میں باقاعدہ مذہبی عقیدے کے طور پر اختیار کیا گیا۔ قرآن مجید میں ان کے اس عقیدہ کی تردید یوں بیان کی گئی ہے۔

وَقَالَتِ ٱلنَّصَٰرَى ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ ٱللَّهِۖ ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَٰهِهِمْۖ يُضَٰهِـُٔونَ قَوْلَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِن قَبْلُۚ قَٰتَلَهُمُ ٱللَّهُۚ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۔[26]

"نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ محض ان کے منہ کی بات ہے۔ وہ انہی جیسے کفار کے اقوال کی نقل کر رہے ہیں۔ اللہ کی لعنت ہو ان پر کیسے گمراہی کی طرف پھیر دیے گئے ہیں۔

iv. **نظریۂ کفّارہ:** یہ نظریہ اس عقیدے پر مبنی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت اور پھر ان کے دوبارہ زندہ ہونے کے واقعے نے انسانوں کے گناہوں کی معافی اور نجات کا راستہ کھولا۔ اس تصور کے مطابق انسان ازل سے گناہ کے بوجھ تلے دبا ہوا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قربانی نے اس بوجھ کو ختم کر دیا۔ اس نظریے کو کفارہ یا نجات کا ذریعہ کہا جاتا ہے۔[27]

---

[23] Abū Zahra, Muḥammad. *Muqāranat al-Adyān*, 230.
[24] "Christianity." *Encyclopaedia Britannica*, 6:657.
[25] Hastings, James, ed. *Dictionary of the Bible*. New York: Charles Scribner's Sons, 1909, 414.
[26] Al-Qur'ān, al-Tawba, 9:30.
[27] Smith, Huston. *The World's Religions*. New York: HarperCollins, 1991, 318.

3. حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوتِ توحید

اللہ تعالیٰ کے تمام برگزیدہ پیغمبروں نے انسانیت کو توحید کی طرف بلایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت بھی اسی سلسلے کی کڑی تھی۔ آپ نے بنی اسرائیل کو واضح انداز میں اللہ کی وحدانیت کی تعلیم دی اور سابقہ انبیاء خصوصاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کی تصدیق فرمائی۔ آپ کا فرمان تھا: "اے بنی اسرائیل! سنو، ہمارا رب صرف ایک ہی ہے"[28] اسی طرح آپ نے عبادت کے باب میں فرمایا:

"اپنے رب کو سجدہ کرو اور صرف اُسی کی بندگی کرو۔"[29]

قرآن مجید نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ان توحیدی تعلیمات کی تائید کرتے ہوئے فرمایا:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَبَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا وَتَهُ النَّارُوَمَا لِلظَّلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ۔[30]

"یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے۔ حالانکہ مسیح نے یہ کہا تھا: اے بنی اسرائیل! اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ بے شک جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے گا اللہ نے اُس پر جنت کو حرام کر دیا ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہو گا"

یہ بات تاریخ سے واضح ہے کہ عقیدہ تثلیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا اُن کے ابتدائی پیروکاروں کی تعلیمات کا حصہ نہیں تھا۔ بلکہ یہ عقیدہ کئی صدیوں بعد عیسائی فکر میں شامل ہوا۔ معروف عیسائی ماخذ نیو کیتھولک انسائیکلوپیڈیا کے مطابق:

The formulation "one God in three persons" was not solidly established, certainly not fully assimilated, into Christian life and its profession of faith, prior to the end of the 4th century.[31]

"ایک خدا تین اقانیم میں۔ یہ تصور چوتھی صدی عیسوی کے آخر تک نہ تو مکمل طور پر مستحکم تھا اور نہ ہی عیسائی عقیدے اور عبادت میں مکمل طور پر ضم ہوا تھا۔

یعنی عقیدہ تثلیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اصل تعلیمات کا حصہ نہیں تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کا پیغامِ توحید مخلوق خدا تک پہنچانے کے لیے تشریف لائے تھے۔ لیکن بعد میں آپ کی تعلیمات میں پولس رسول اور دیگر مذہبی رہنماؤں کی من گھڑت تعبیرات نے وہ کچھ دین عیسائیت میں داخل کر دیا جو کسی بھی نبی کی تعلیمات کے شایان شان نہیں ہے۔ انبیاء کرام تو شرک مٹانے آئے تھے نہ کہ شرک پھیلانے کے لیے۔

4. عیسائیوں کے اہم مذہبی تہوار

عیسائیت میں سال کے مختلف ایام میں بعض مذہبی تقریبات منائی جاتی ہیں جن کا تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات، ان کی قربانی، دوبارہ زندگی پانے اور ان کے پیغام سے منسلک ہے۔ یہ تقریبات نہ صرف عقیدے کی گہرائی اور روحانی وابستگی کی عکاسی کرتی ہیں۔ بلکہ عیسائی عبادتی تقویم کا بنیادی اور مستقل حصہ بھی سمجھی جاتی ہیں۔

---

[28] *The Bible*, Mark 12:28–29.
[29] *The Bible*, Matthew 4:10.
[30] Al-Qur'ān, al-Mā'ida, 5:72.
[31] "Christianity." *The New Catholic Encyclopedia*. New York: McGraw-Hill, 1967, 14:299.

i. **کرسمس:** کرسمس عیسائیوں کے ہاں ایک نہایت اہم مذہبی تہوار ہے جو ہر سال 25 دسمبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی مناسبت سے منایا جاتا ہے۔ تاریخی شواہد کے مطابق اس تاریخ کا تعین چوتھی صدی عیسوی میں رومن کلیسا نے کیا، تاکہ حضرت عیسیٰ کی ولادت کو رسمی طور پر مذہبی عبادات اور اجتماعات کے ذریعے یاد رکھا جا سکے۔[32]

ii. **گڈ فرائیڈے:** یہ دن عیسائیوں کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ جمعہ کے روز منایا جانے والا یہ موقع یادگارِ مصلوبیت کے طور پر عقیدت سے منایا جاتا ہے۔ جس میں مسیحی لوگ خاموش عبادات، توبہ، اور روحانی غور و فکر کے ذریعے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قربانی کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔[33]

iii. **ایسٹر:** ایسٹر عیسائی عقیدے میں وہ دن ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے بعد تیسرے دن زندہ کیے جانے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ یہ واقعہ گڈ فرائیڈے کے بعد آنے والے پہلے اتوار کو منایا جاتا ہے۔ عیسائی روایت میں اسے سب سے مقدس اور مرکزی تہوار تصور کیا جاتا ہے کیونکہ یہ ان کے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت، قیامت اور بنی نوع انسان کے لیے نجات جیسے عقائد کو اساس مہیا کرتا ہے۔[34]

5. عیسائیت کی مذہبی کتب

عیسائی مذہبی روایات میں ان کی مقدس کتب کے مجموعے کو "بائبل" کہا جاتا ہے۔ جو دو بنیادی حصوں پر مشتمل ہیں: ایک حصہ "عہد نامہ قدیم" کہلاتا ہے جو حضرت موسیٰ اور دیگر انبیائے بنی اسرائیل کے ادوار سے متعلق ہے۔ جبکہ دوسرا "عہد نامہ جدید" پر مشتمل ہے۔ جس کا تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے بعد کے حالات سے ہے۔ اسلامی عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک آسمانی کتاب نازل کی گئی جسے "انجیل" کہا جاتا ہے۔ اس کا واضح ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ سورۃ المائدہ (آیت 46) میں ارشاد ہوتا ہے:

وَقَفَّيْنَا عَلَىٰٓ ءَاثَٰرِهِم بِعِيسَى ٱبْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ ۖ وَءَاتَيْنَٰهُ ٱلْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۔[35]

"اور ہم نے ان (نبیوں) کے بعد مریم کے بیٹے عیسیٰ کو بھیجا جو اپنے سے پہلے آئی ہوئی تورات کی تصدیق کرنے والے تھے اور ہم نے ان کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور تھا"

یہ بات قابل توجہ ہے کہ موجودہ مسیحی اناجیل (متی، مرقس، لوقا اور یوحنا) دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات، اقوال اور واقعات پر مبنی سوانحی بیانات پر مشتمل ہیں نہ کہ وہ اصل انجیل جو بذریعہ وحی نازل کی گئی تھی۔

عیسائی محققین بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں، جیسا کہ "المنجد فی الاعلام" میں ایک عیسائی مؤلف لکھتا ہے:

"الاناجيل مجموعة اعمال المسيح و اقواله"[36]

---

[32] Guy, J. R. *The Oxford Companion to British History*. Oxford: Oxford University Press, 2002, 968–971.
[33] Herbermann, Charles G., ed. "Good Friday." *The Catholic Encyclopedia*. New York: Robert Appleton Company, 1913, 6:443–445.
[34] Cross, F. L., and E. A. Livingstone, eds. "Easter." *The Oxford Dictionary of the Christian Church*, 3rd ed. Oxford: Oxford University Press, 2005, 540–544.
[35] Al-Qur'ān, al-Mā'ida, 5:46.
[36] Ma'lūf, Louis. *Al-Munjid fī al-Lugha wa al-A'lām* (Beirut: Dār al-Mashriq li-al-Nashr wa al-Tawzī', 1429 AH/2008 CE), 1750.

"اناجیل حضرت مسیح کے اعمال اور اقوال کا مجموعہ ہیں"

لہٰذا اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو قرآن جس "انجیل" کی تصدیق کرتا ہے وہ موجودہ اناجیل سے مختلف ایک الہامی کتاب تھی۔ مسیحیوں کے موجودہ عقائد اور موجودہ انجیل کا متن اسلامی تصورِ وحی اور اصل انجیل کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا۔

مبحث سوم: اسلام—تعریف، تاریخی پس منظر، تعلیمات، مذہبی شعائر اور مقدس کتاب

اسلام وہ الٰہی نظامِ حیات ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات پر مبنی ہے۔ یہ دین انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں میں رہنمائی فراہم کرتا ہے خواہ وہ انفرادی معاملات ہوں، خاندانی ڈھانچہ ہو، معاشرتی روابط ہوں، معاشی نظام ہو، عدالتی اصول ہوں یا بین الاقوامی تعلقات۔ اسلامی تعلیمات ہر سطح پر ایک متوازن، ہمہ جہت اور عملی فریم ورک مہیا کرتی ہیں۔ قرآن مجید نے واضح طور پر اس حقیقت کو بیان فرمایا:

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللهِ الْإِسْلَامُ ۔ [37]

"بے شک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے"

مزید برآں تکمیلِ دین کا اعلان ان الفاظ میں کیا گیا:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۔ [38]

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور اسلام کو تمہارے لیے بطورِ دین پسند کر لیا"

ان آیاتِ مبارکہ سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اسلام محض عقائد و عبادات کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک جامع و کامل ضابطۂ حیات ہے جو فطری تقاضوں اور انسانی معاشرت کی تمام جہتوں کا احاطہ کرتا ہے۔ اسلام وہ واحد دین ہے جو نہ صرف انسانی معاشرے کے ہر طبقے کے حقوق کو واضح انداز میں بیان کرتا ہے بلکہ اس دائرۂ تعلیمات کو انسانوں سے آگے بڑھا کر حیوانات، پرندوں، حشرات الارض اور نباتات تک پھیلا دیتا ہے۔ قرآن و سنت میں حقوقِ انسانی کی تعلیمات کا دائرہ بچوں، نوجوانوں، ضعیفوں، خواتین، شوہروں، بیٹیوں، والدین، قریبی و دور کے رشتہ داروں، یتیموں اور بے سہارا افراد تک محیط ہے۔ ہر فرد و طبقہ کے ساتھ عدل و احسان پر مبنی برتاؤ کی تاکید کی گئی ہے۔ ایسے میں اسلام ایک متوازن، فطری اور ہمہ گیر نظامِ حیات کے طور پر سامنے آتا ہے۔ جو نہ صرف دنیاوی سطح پر سکون اور عدل فراہم کرتا ہے بلکہ اخروی فلاح کا بھی ضامن ہے۔ زیرِ نظر سطور میں ہم اسلام کی ان خوبصورت تعلیمات کی ایک مختصر جھلک پیش کرتے ہیں۔

1. اسلام کی تعریف

علامہ راغب اصفہانی نے اسلام کی تعریف یوں کی ہے:

الإسلام هو الاستسلام لله بالطاعة والانقياد له، والإخلاص له. [39]

اسلام اللہ تعالیٰ کے حضور مکمل اطاعت، اخلاص اور بندگی کا نام ہے۔ جس میں انسان اپنی زندگی کو اللہ کے احکام کے تابع کر دیتا ہے۔

---

[37] Al-Qur'ān, Āl 'Imrān, 3:19.
[38] Al-Qur'ān, al-Mā'ida, 5:3.
[39] Al-Rāghib al-Aṣfahānī, *Al-Mufradāt fī Gharīb al-Qur'ān*, 1:424.

علامہ ابن تیمیہ اسلام کی تعریف کے ضمن میں تحریر کرتے ہیں:

الإسلام هو الاستسلام لله وحده، وإخلاص الدين له، وطاعته فيما أمر، وتصديقه فيما أخبر۔ [40]

اسلام اللہ تعالیٰ کے سامنے مکمل طور پر سر تسلیم خم کرنے، دین میں اس کے لیے اخلاص رکھنے، جو اس نے حکم دیا اس کی اطاعت کرنے، اور جو اس نے خبر دی اس پر ایمان لانے کا نام ہے۔

2. دین اسلام کا ظہور و عروج

اسلام کا آغاز ساتویں صدی عیسوی میں جزیرہ نما عرب کے اُس خطے سے ہوا جو اُس وقت معاشرتی، سیاسی اور مذہبی انحطاط کا شکار تھا۔ مکہ مکرمہ میں قبائلی خود مختاری، باہمی نزاعات، طبقاتی فرق، اور اخلاقی گراوٹ عام تھی۔ عوامی زندگی جاہلی روایات، بداعمالیوں اور شرک کی گہری دلدل میں دھنس چکی تھی۔ سود خوری، طاقت کے ذریعے کمزوروں کا استحصال، اور خواتین کی عزت و مقام کی پامالی جیسے رجحانات معاشرتی ڈھانچے کو زوال پذیر بنا چکے تھے۔ ایسے غیر متوازن ماحول میں انسانیت ایک ایسے پیغام کی متلاشی تھی جو فکری و اخلاقی سمت دے سکے۔ اسی پس منظر میں دینِ اسلام ایک جامع، ہمہ جہت اور اصلاحی تحریک کے طور پر ابھرا، جس کا مقصد انسانی ضمیر کو بیدار کرنا اور زندگی کو توحید، عدل، مساوات اور رحمت کے اصولوں پر استوار کرنا تھا۔ [41]

اسی تاریک اور پراگندہ ماحول میں انسانیت کی فکری و روحانی پیاس کو بجھانے کے لیے نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو چالیس برس کی عمر میں غارِ حرا میں پہلی وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت عطا ہوئی۔ یہ وحی سورۃ العلق کی ابتدائی آیات: "اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ" [42] پر مشتمل تھی ۔ وحی الٰہی کا یہ پہلا پیغام محض ایک ذاتی تجربہ نہ تھا۔ بلکہ اس نے ایک ایسے ہمہ گیر فکری و روحانی انقلاب کی بنیاد رکھی جس نے جہالت، جبر اور ناہمواری پر مبنی نظام کو چیلنج کیا۔ اس نے تاریخِ انسانی میں ایک نئے تمدنی، اخلاقی اور فکری دور کا دروازہ کھولا۔ جہاں وحی کو علم کا اولین سرچشمہ قرار دیا گیا اور نبوت کو انسانیت کی اصلاح و فلاح کا مرکز بنا دیا گیا۔

اسلام کی دعوت کا آغاز نبی اکرم ﷺ نے تدریجی حکمتِ عملی کے تحت کیا۔ ابتدائی تین سال یہ پیغام خفیہ انداز میں صرف قریبی حلقہ تک محدود رہا تاکہ نووارد دین کے ماننے والوں کو مکہ کی شدید مزاحمت سے بچایا جا سکے۔ جب وحی الٰہی کے ذریعے اعلانیہ تبلیغ کا حکم ہوا: "فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ" [43] تو رسول اللہ ﷺ نے اعلانیہ دعوتِ توحید کا آغاز کیا۔ جس پر قریش کی طرف سے شدید ردِ عمل سامنے آیا۔ طعن و تشنیع، سماجی بائیکاٹ، معاشی دباؤ اور جسمانی تشدد کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اخلاص، صبر اور ثابت قدمی کے ساتھ راہِ حق کو اختیار کیے رکھا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ مدینہ میں اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی گئی۔ جس نے دینِ اسلام کو محض ایک انفرادی مذہبی تجربہ نہیں بلکہ ایک جامع سماجی، سیاسی اور معاشی نظام کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ [44]

---

[40] Ibn Taymiyya, Aḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm, *Majmūʿ al-Fatāwā*, taḥqīq: ʿAlī ibn Ḥasan ibn Nāṣir (Medina: Majmaʿ al-Malik Fahd li-Ṭibāʿat al-Muṣḥaf al-Sharīf, 1416 AH/1995 CE), 3:156.
[41] Ibn Kathīr, ʿImād al-Dīn Ismāʿīl ibn ʿUmar, *Al-Bidāya wa al-Nihāya* (Beirut: Dār al-Fikr, 1407 AH/1986 CE), 2:274.
[42] Al-Qur'ān, al-ʿAlaq, 96:1.
[43] Al-Qur'ān, al-Ḥijr, 15:94.
[44] Al-Ṭabarī, Abū Jaʿfar Muḥammad ibn Jarīr, *Tārīkh al-Umam wa al-Mulūk* (Beirut: Dār al-Turāth, 1387 AH/1967 CE), 2:168.

اسلام کے ظہور نے انسانی سماج کو فکری، اخلاقی اور تمدنی سطح پر گہرے تغیرات سے ہمکنار کیا۔ اس دین نے فرد کو وحدانیت کے شعور سے روشناس کرایا۔ معاشرتی ساخت میں پائی جانے والی قبائلی عصبیتوں کا خاتمہ کیا اور ایک ایسا ہمہ گیر ضابطۂ حیات متعارف کروایا جو تمام انسانوں کے لیے یکساں اہمیت رکھتا ہے۔ اسلامی پیغام کسی مخصوص نسل، قبیلے یا جغرافیے کا پابند نہ رہا۔ بلکہ اس کی تعلیمات عالمگیر نوعیت کی حامل بن گئیں۔[45]

3. اسلام کی تعلیمات

اسلام ایک ہمہ گیر دین ہے جو زندگی کے تمام شعبہ جات میں عالمین کو رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس کی تعلیمات کو پانچ بنیادی شعبوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

i. عقائدِ اسلام (عقائدِ ستہ)

ii. ارکانِ اسلام

iii. اخلاقی تعلیمات

iv. حلال و حرام

v. حقوق اللہ اور حقوق العباد

اسلام کی بنیاد چھ (6) بنیادی عقائد پر ہے:

اللہ تعالیٰ پر ایمان	فرشتوں پر ایمان	آسمانی کتابوں پر ایمان
انبیاء پر ایمان	قیامت کے دن پر ایمان	تقدیر پر ایمان۔[46]

اسلام کی عملی بنیاد پانچ ارکان پر قائم ہے:

شہادت (کلمہ)　نماز　روزہ　زکوٰۃ　حج۔[47]

اسلام اخلاقیات کی اعلیٰ ترین تعلیمات معاشرے کو فراہم کرتا ہے۔ اسلامی اخلاقیات کے چند اہم اصول یہ ہیں:

صدق و دیانت	عدل و انصاف	صبر و استقامت	عفو و درگزر
عہد کی پاسداری	نرمی و رحم دلی	تواضع و انکساری	حسنِ خلق

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"إنما بُعثتُ لأتمم مكارم الأخلاق"[48]

میں اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔

---

[45] Nadwī, Sayyid Sulaymān. *Sīrat al-Nabī*. Lahore: Majlis Nashriyāt Islām, 1425 AH/2004 CE, 1:8.

[46] Ibn Taymiyya, Aḥmad ibn ʻAbd al-Ḥalīm, *Al-ʻAqīda al-Wāsiṭiyya*, taḥqīq: ʻAlī ibn Ḥasan ibn Nāṣir (Riyadh: Dār al-Waṭan, 1420 AH/1999 CE), 5.

[47] Al-Bukhārī, Abū ʻAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʻīl, *Al-Jāmiʻ al-Ṣaḥīḥ* (Beirut: Dār Ṭawq al-Najāt, 1422 AH/2001 CE), 1:8, ḥadīth no. 8.

[48] Mālik ibn Anas, *Al-Muwaṭṭa'*, taḥqīq: Muḥammad Fu'ād ʻAbd al-Bāqī (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-ʻArabī, 1406 AH/1985 CE), ḥadīth no. 1614.

اسلام زندگی کے ہر لمحے میں حلال و حرام کی حد بندی کرتا ہے:

حلال کمائی حرام کمائی سے اجتناب حلال غذا حلال لباس حرام تعلقات سے اجتناب۔[49]

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ۔[50]

اے ایمان والو تم اس میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں پاکیزہ حلال چیزیں عطا کی ہیں۔

اسلام میں دو طرح کے حقوق کو اہمیت دی گئی ہے:

الف۔ حقوق اللہ ب۔ حقوق العباد

حقوق اللہ کا ذکر ارکان اسلام میں ہو چکا ہے۔ ہم یہاں حقوق العباد ذکر کریں گے تا کہ تکرار سے محفوظ رہیں۔ چند اہم حقوق العباد یہ ہیں:

والدین کے حقوق پڑوسیوں کے حقوق یتیموں اور مسکینوں کا خیال

معاملات میں دیانت داری انصاف و مساوات

وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـٴًـا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِۙ-وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْؕ-اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرا ۔[51]

اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اور قرابت داروں، یتیموں اور حاجت مندوں کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ پڑوسی خواہ قریبی ہو یا دور کا۔ ہم نشین، مسافر اور تمہارے زیرِ اختیار افراد سب کے ساتھ بھلائی کا برتاؤ لازم ہے۔ اللہ غرور کرنے والے اور بڑائی جتانے والے کو پسند نہیں کرتا۔

4. اسلامی تہوار

اسلام ایک ایسا مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسان کی فطری و نفسیاتی ضروریات کو نظر انداز نہیں کرتا۔ چونکہ تفریح اور خوشی انسان کی جبلّت کا حصہ ہیں ۔ اس لیے شریعتِ اسلام نے ان خواہشات کی تکمیل کے لیے حدود و قیود کے ساتھ جائز مواقع فراہم کیے ہیں۔ ان مواقع کو اسلامی اصطلاح میں "عید" کہا گیا ہے۔ تاہم یہ خوشی محض رسمی یا دنیاوی نہیں بلکہ روحانی تربیت، اجتماعی شعور اور بندگی کے جذبے سے لبریز ہوتی ہے۔ اسلام میں دو بنیادی تہوار مقرر کیے گئے ہیں: عید الفطر عید الاضحی

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔

" إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا وَهَذَا عِيدُنَا"[52]

"ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے، اور یہ ہماری عید ہے۔"

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے عیدین کو ایک مخصوص دینی و تہذیبی پس منظر میں متعین کیا ہے تا کہ مسلمانوں کی شناخت دیگر اقوام سے الگ ہو۔

---

[49] Al-Qurṭubī, Abū ʻAbd Allāh Muḥammad ibn Aḥmad, *Al-Jāmiʻ li-Aḥkām al-Qur'ān* (Cairo: Dār al-Shaʻb, 1372 AH), 2:280.
[50] Al-Qur'ān, al-Baqara, 2:172.
[51] Al-Qur'ān, al-Nisā', 4:36.
[52] Al-Bukhārī, *Al-Jāmiʻ al-Ṣaḥīḥ*, 5:3931, ḥadīth no. 3931.

5. قرآن مجید: آخری الہامی کتاب

قرآن حکیم اسلام کا اولین اور آخری الہامی مصدر ہے۔ جو رسولِ اکرم ﷺ پر تیئیس برس کی مدت میں تدریجاً نازل ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو فصیح عربی زبان میں نازل ہوا اور جس کی اولین وحی غارِ حرا میں نازل ہوئی۔ قرآن مجید کی تعلیمات عقل و فہم کو متحرک کرتی ہیں۔ اخلاقی اقدار کو جِلا بخشتی ہیں اور انسان کی ایک بامقصد زندگی کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔ اپنی جامعیت، بلاغت اور رہتی دنیا تک نافذ العمل اصولوں کے باعث یہ سابقہ صحیفوں کی تکمیل و تصدیق کے درجے پر بھی فائز ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حمید کا تعارف یوں فرمایا:

"وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ۔ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ۔ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ۔ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ"[53]

"یقیناً یہ (قرآن) رب العالمین کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ اسے روح الامین لے کر نازل ہوئے آپ کے دل پر۔ تاکہ آپ ڈرانے والوں میں شامل ہو جائیں۔ یہ صاف اور فصیح عربی زبان میں ہے اور بے شک اس کا ذکر پچھلی آسمانی کتابوں میں بھی موجود ہے"

مبحث رابع: یہودیت، عیسائیت اور اسلام میں بنیادی عقائد کا تقابلی جائزہ

یہودیت، عیسائیت اور اسلام تینوں آسمانی مذاہب ہونے کے باوجود کئی بنیادی عقائد میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اسلام وہ واحد دین ہے جو نہ صرف توحید، نبوت، اخلاقی اقدار، تصورِ عبادات، قصاص، اخروی نجات اور آخرت کے عقائد کو مکمل اور محفوظ انداز میں پیش کرتا ہے بلکہ عملی زندگی کے لیے ایک کامل ضابطۂ حیات بھی فراہم کرتا ہے۔ ذیل میں اہم ان چیزوں کا ادیانِ ثلاثہ کی روشنی میں مختصر مگر جامع تجزیہ پیش کرتے ہیں۔

1. تصورِ خدا

اسلام ایک سچے اور واحد خدا پر غیر متزلزل ایمان کی دعوت دیتا ہے اور ہر قسم کے شرک کو نہ صرف رد کرتا ہے بلکہ اسے ناقابلِ معافی جرم قرار دیتا ہے۔ قرآن مجید میں توحید کو یوں بیان کیا گیا ہے:

قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ اللهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۔ [54]

"کہو: وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے"

اس کے برعکس یہودیت کے بعض فرقے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں جبکہ عیسائی عقیدہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدائی صفات کا حامل اور خدا کا بیٹا مانا جاتا ہے۔ قرآن کریم ان عقائد کی وضاحت ان الفاظ میں کرتا ہے:

وَقَالَتِ ٱلْيَهُودُ عُزَيْرٌ ٱبْنُ ٱللَّهِ وَقَالَتِ ٱلنَّصَٰرَى ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ ٱللَّهِ ۔ [55]

"اور یہود نے کہا عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے...۔"

[53] Al-Qur'ān, al-Shu'arā', 26:192–196.
[54] Al-Qur'ān, al-Ikhlāṣ, 112:1–4.
[55] Al-Qur'ān, al-Tawba, 9:30.

ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کریں اتنا ہی کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا خالص عقیدہ عطا فرمایا جس پر رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی بدولت آج بھی ہم قائم ہیں۔ جو کہ ہر قسم کے شرک و کفر سے پاک ہے۔ اس کے برعکس یہودی اور عیسائی اصل عقیدہ توحید کو ترک کر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بارے ایسے عقائد رکھتے ہیں جو کسی صورت بھی قابل معافی نہیں ہیں۔

2. آسمانی کتب کا تصور

اسلام میں قرآن کریم کو آخری اور محفوظ آسمانی کتاب مانا جاتا ہے۔ اس کے بعد حدیث رسول ﷺ کی حیثیت معاون اور شارح قانون کی ہے۔ قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔ [56]

"بے شک ہم ہی نے یہ ذکر (قرآن) نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

یہودیت کی اصل کتاب تورات ہے جو ان کے عقیدے کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ تاہم قرآن کریم کے مطابق اس میں تحریف ہو چکی ہے:

مِنَ ٱلَّذِينَ هَادُواْ يُحَرِّفُونَ ٱلْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِۦ ۔ [57]

"اہل یہود کلام کو اس کے مقام سے بدل دیتے ہیں"

عیسائیوں کا ماننا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی۔ لیکن قرآن اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ بعد میں اس میں بھی تبدیلی کی گئی:

وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَٰمَ ٱللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُۥ مِنۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۔ [58]

"ان میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو اللہ کا کلام سنتا ہے۔ پھر اسے سمجھنے کے بعد جان بوجھ کر بدل دیتا ہے"

وہ واحد آسمانی الہامی کتاب جو زمانے کے ہزار تغیرات کے باوجود آج بھی تحریف سے پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ کی آخری الہامی کتاب قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید کے علاوہ کچھ صحائف کا آج وجود ہی نہیں ہے۔ البتہ جن الہامی کتب کا وجود باقی ہے قرآن و سنت کے مطابق وہ اپنی اصلی تعلیمات کے ساتھ موجود نہیں ہیں۔ بلکہ یہود و نصاریٰ نے ان میں اپنی خواہشات کے مطابق تبدیلی کر دی تھی۔

3. نبوت اور انبیاء کا تصور

یہودی صرف بنی اسرائیل کے مخصوص افراد کو نبی مانتے ہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا انکار کرتے ہیں۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ صرف نبی بلکہ خدائی صفات کا حامل اور نجات دہندہ تصور کرتے ہیں۔ اس کے برخلاف دین اسلام حضور علیہ السلام کی ختم نبوت کے ساتھ ساتھ تمام انبیاء پر ایمان کو لازم قرار دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَۗ وَكَانَ ٱللَّهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمًا ۔ [59]

"محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں، بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

---

[56] Al-Qur'ān, al-Ḥijr, 15:9.
[57] Al-Qur'ān, al-Nisā', 4:46.
[58] Al-Qur'ān, al-Baqara, 2:75.
[59] Al-Qur'ān, al-Aḥzāb, 33:40.

دین اسلام کا یہ حسن ہے کہ اسلامی تعلیمات تمام انبیاء کرام کے ادب واحترام کا درس دیتی ہیں۔ اس کے برخلاف یہودیت وعیسائیت میں صرف ان انبیاء کا احترام ہے جو انہیں اچھے لگتے ہیں۔ حالانکہ تمام انبیاء کرام من جانب اللہ تھے۔ اللہ تعالی کے برگزیدہ نبی اور رسول تھے۔ اس لیے ان تمام کا احترام ضروری ہونا چاہیے۔ لیکن افسوس دین اسلام کے علاوہ یہ خصوصیت اور یہ آداب کہیں نظر نہیں آتے۔

4. عبادات کا نظام

اسلام میں عبادات کا نظام نہایت مربوط اور واضح ہے، جس میں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جیسے فرائض شامل ہیں۔ یہودیت میں عبادت کا نظام زیادہ تر شریعت موسوی پر مبنی ہے۔ جہاں سبت کا دن خاص اہمیت رکھتا ہے اور سینے گاگ میں تورات کی تلاوت، دعائیں اور اجتماعی عبادات کی جاتی ہیں۔ ہیکل میں قربانیوں پر زور دیا جاتا ہے۔ تاہم موجودہ دور میں ہیکل کی عدم موجودگی کی وجہ سے یہ احکام بدل چکے ہیں۔[60] عیسائیت میں باجماعت عبادات کی جگہ انفرادی عبادات، بپتسمہ اور عشائے ربانی کو روحانی تجربہ مانا جاتا ہے۔[61]

5. اخلاقی اقدار

یہودیت میں اخلاقی رہنمائی کا انحصار دس احکام پر ہے۔ جو بنیادی طور پر انفرادی اور اجتماعی زندگی کے اصول متعین کرتے ہیں [62]۔ عیسائیت میں اخلاقیات کا مرکزی پیغام محبت اور درگزر ہے۔ جیسا کہ انجیل متی میں ہے:

"اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لیے دعا کرو۔"[63]

اسلام ایک جامع اخلاقی نظام پیش کرتا ہے، جس کی مکمل تصویر سیرتِ رسول ﷺ میں ملتی ہے۔ قرآن نے نبی کریم ﷺ کی شخصیت کو اخلاق کا عملی نمونہ قرار دیا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔[64]

"یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات بہترین نمونہ ہے۔"

6. عدالتی نظام

اسلام کا عدالتی ڈھانچہ نہایت جامع اور متوازن ہے۔ جہاں قصاص، دیت اور معافی تینوں پہلوؤں کو احسن انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ قرآن مجید ایک اصولی حکم کے تحت فرماتا ہے کہ جان کے بدلے جان کا قانون معاشرتی عدل کے قیام کے لیے لازم ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى ۔[65]

"اے ایمان والو! تم پر مقتولوں کے بارے میں قصاص فرض کیا گیا ہے۔"

یہودیت میں بھی قصاص کی بنیاد تقریباً اسی نوعیت پر ہے، جہاں جسمانی نقص یا قتل کی صورت میں برابر بدلہ دینے کی اجازت دی گئی ہے، جیسا کہ تورات میں بیان ہے:

"جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، دانت کے بدلے دانت۔"[66]

---

[60] Fishbane, Michael. *Judaism: Revelation and Traditions*. New York: HarperCollins, 2003, 119.
[61] McGrath, Alister E. *Christian Theology: An Introduction*. Wiley-Blackwell, 2011, 420.
[62] *The Torah*, Exodus 20:1–17.
[63] *The Bible*, Matthew 5:44.
[64] Al -Aḥzāb, 33:21.
[65] Al -Baqara, 2:178.

عیسائیت نے سزا کی سختی کے بجائے رحم، درگزر اور ذاتی قربانی کو اخلاقی بنیاد بنایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول خاص طور پر نمایاں ہے:

"اگر کوئی تمہارے دائیں گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دو"[67]

اسلام اور یہودیت میں قصاص کے قوانین میں کافی حد تک اشتراک پایا جاتا ہے۔ البتہ عیسائیت میں عفو و درگزر کو ترجیح دی گئی ہے۔

7. تصورِ نجات

اسلام میں نجات کا بنیادی اصول توحید پر غیر متزلزل ایمان، نیک اعمال کی بجاآوری اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر یقین کامل کا ہونا ہے۔ قرآن مجید نجات کے معیار کو یوں بیان کرتا ہے:

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاۤ٘ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِۚ-هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ-[68]

"اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، وہی جنتی لوگ ہیں، جو ہمیشہ اس میں رہیں گے"

اسلام کے مطابق نجات صرف عقیدے سے نہیں بلکہ عملِ صالح سے بھی وابستہ ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر ایمان ضروری ہے، جیسا کہ متعدد احادیث اور آیات اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں۔ یہودی عقائد میں نجات کا انحصار زیادہ تر بنی اسرائیل سے نسلی تعلق اور تورات کے احکام کی پابندی پر ہے۔ یہودی افکار میں آخرت کا تصور زیادہ واضح نہیں۔ بعض فرقے نجات کو دنیاوی کامیابی یا قومی عروج سے تعبیر کرتے ہیں۔[69] عیسائیت کے تصورِ نجات میں بنیادی اہمیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان اور ان کی صلیبی قربانی کو قبول کرنے پر ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ان[70] سان فطری طور پر گناہ کا وارث ہے اور نجات اسی وقت ممکن ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نجات دہندہ مانا جائے۔

خلاصہ بحث

ابراہیمی ادیان ایک مشترکہ روحانی بنیاد رکھتے ہیں جو توحید، وحی اور اخلاقیات پر مبنی ہے۔ یہودیت تورات اور قانونی نظام پر مرکوز، عیسائیت محبت اور نجات پر، اور اسلام قرآن اور سنت پر۔ تاریخی طور پر یہ ادیان ایک دوسرے سے جڑے رہے، مگر اختلافات نے تنازعات جنم دیے۔ جدید دور میں بین المذاہب مکالمہ ضروری ہے تاکہ مشترکات کو فروغ دے کر امن قائم کیا جائے۔ یہ مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ابراہیم کی حقیقی وراثت توحید اور اخلاقی زندگی ہے، جو آج کی دنیا میں اتحاد کی بنیاد بن سکتی ہے۔

تجاویز و سفارشات

* بین المذاہب مکالمے کو فروغ دیں تاکہ مشترکات پر توجہ مرکوز ہو۔
* تعلیمی نصاب میں ابراہیمی ادیان کی مشترکہ تاریخ شامل کریں۔
* مذہبی رہنماؤں کے درمیان مشترکہ کانفرنسیں منعقد کریں۔
* سیاسی سطح پر تنازعات کا حل مشترکہ اخلاقی اصولوں پر کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

---

[66] *The Torah*, Exodus 21:23–25; Leviticus 24:19–20; Deuteronomy 19:21.
[67] *The Bible*, Matthew 5:39.
[68] Al-Qur'ān, al-Baqara, 2:82.
[69] Jacobs, Louis. *The Jewish Religion: A Companion*. Oxford: Oxford University Press, 1995, 429.

Bibliography/کتابیات

- Abū Zahra, Muḥammad. *Muqāranat al-Adyān: Al-Yahūdiyya*. Cairo: Dār al-Fikr al-'Arabī, 1980.
- Al-Bukhārī, Abū 'Abd Allāh Muḥammad ibn Ismā'īl. *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*. Beirut: Dār Ṭawq al-Najāt, 2001.
- Al-Iḥsān al-Ḥaqq Shahbāz, Abū al-Ḥaqq. *Islām, Aurat aur Europe*. Lahore: Dār al-Andalus, Chowburji, 2009.
- Al-Qurṭubī, Abū 'Abd Allāh Muḥammad ibn Aḥmad. *Al-Jāmi' li-Aḥkām al-Qur'ān*. Cairo: Dār al-Sha'b, 1372 AH.
- Al-Rāghib al-Aṣfahānī. *Al-Mufradāt fī Gharīb al-Qur'ān*. Damascus: Dār al-Qalam, 2009.
- Al-Ṭabarī, Abū Ja'far Muḥammad ibn Jarīr. *Tārīkh al-Umam wa al-Mulūk*. Beirut: Dār al-Turāth, 1967.
- Cross, F. L., and E. A. Livingstone, eds. *The Oxford Dictionary of the Christian Church*. 3rd ed. Oxford: Oxford University Press, 2005.
- Fishbane, Michael. *Judaism: Revelation and Traditions*. New York: HarperCollins, 2003.
- Hastings, James, ed. *Dictionary of the Bible*. New York: Charles Scribner's Sons, 1909.
- Herbermann, Charles G., ed. *The Catholic Encyclopedia*. New York: Robert Appleton Company, 1913.
- Ibn Kathīr, 'Imād al-Dīn Ismā'īl ibn 'Umar. *Al-Bidāya wa al-Nihāya*. Beirut: Dār al-Fikr, 1986.
- Ibn Taymiyya, Aḥmad ibn 'Abd al-Ḥalīm. *Al-'Aqīda al-Wāsiṭiyya*. Edited by 'Alī ibn Ḥasan ibn Nāṣir. Riyadh: Dār al-Waṭan, 1999.
- Ibn Taymiyya, Aḥmad ibn 'Abd al-Ḥalīm. *Majmū' al-Fatāwā*. Edited by 'Alī ibn Ḥasan ibn Nāṣir. Medina: Majma' al-Malik Fahd li-Ṭibā'at al-Muṣḥaf al-Sharīf, 1995.
- Jacobs, Louis. *The Jewish Religion: A Companion*. Oxford: Oxford University Press, 1995.
- Ma'lūf, Louis. *Al-Munjid fī al-Lugha wa al-A'lām*. Beirut: Dār al-Mashriq li-al-Nashr wa al-Tawzī', 2008.
- Mālik ibn Anas. *Al-Muwaṭṭa'*. Edited by Muḥammad Fu'ād 'Abd al-Bāqī. Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, 1985.
- McGrath, Alister E. *Christian Theology: An Introduction*. Wiley-Blackwell, 2011.
- Nadwī, Sayyid Sulaymān. *Sīrat al-Nabī*. Lahore: Majlis Nashriyāt Islām, 2004.
- Peters, F. E. *The Children of Abraham: Judaism, Christianity, Islam*. Princeton: Princeton University Press, 2004.
- Smith, Huston. *The World's Religions*. New York: HarperCollins, 1991.
- Van der Weer, Robert. *Yahūdiyyat: Tārīkh, 'Aqā'id, Falsafa*. Lahore: Book Home Urdu Bazaar, 2006.
- "Christianity." In *Encyclopaedia Britannica*. Vol. 6.
- "Christianity." In *The New Catholic Encyclopedia*. New York: McGraw-Hill, 1967.
- "Judaism." In *Encyclopaedia Britannica*. Vol. 13.
- "Judaism." In *The American People's Encyclopaedia*. Chicago: Spencer Press, 1960.